بسم اللہ الرحمن الرحیم
ان الفضل بید اللہ یؤتیہ من یشاء + عسی ان تبغضوا شیئا وھو خیر لکم
رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۲۵۴ ربوہ
روزنامہ الفضل ربوہ
مسعود احمد دہلوی
فون ۴۴۹
جلد ۳۷ | ہفتہ ۲۳ رجب ۱۴۰۳ھ ، ۷ ہجرت ۱۳۶۲ ہش ، ۷ مئی ۱۹۸۳ء | نمبر ۱۰۳
Digitized by Khilafat Library Rabwah

اخبارِ احمدیہ

ربوہ : ۵ ہجرت / مئی ۔ حضرت سیدہ نواب امۃ الحفیظ بیگم صاحبہ مدظلہا العالی کی صحت کے بارے میں آج صبح کی اطلاع مظہر ہے کہ

"طبیعت اب قدرے بہتر ہے لیکن بلڈ پریشر ابھی معمول پر نہیں آیا۔ اور پیٹ میں درد کی تکلیف ہے۔"

احباب کرام خاص توجہ سے دعائیں جاری رکھیں کہ مولا کریم اپنے فضل سے حضرت سیدہ موصوفہ کو صحت کامل عطا کرے اور اپنے فضلوں اور رحمتوں سے معمور طویل زندگی عطا کرے۔ آمین۔

غانا میں پہلے مسلم ٹیچر ٹریننگ کالج کا باقاعدہ افتتاح عمل میں آ گیا

اسکورے ہسپتال میں ایک نئے وارڈ کا افتتاح۔ اعلیٰ افسران کی ہر دو تقاریب میں شرکت

غانا (مغربی افریقہ) کے امیر اور مشنری انچارج مکرم عبدالوہاب بن آدم صاحب نے بذریعہ تار خوشخبری دی ہے کہ محض خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے غانا میں پہلے مسلم ٹیچر ٹریننگ کالج کا باقاعدہ افتتاح عمل میں آ گیا ہے۔ فالحمد للہ علیٰ ذالک۔ تقریب افتتاح میں ضلع کے اعلیٰ افسر ڈسٹرکٹ سیکرٹری نے شرکت کی اور تقریب سے خطاب کیا۔ موصوف نے اس تاریخی موقع پر جماعت احمدیہ غانا کو مبارکباد پیش کی اور جماعت کی علمی اور طبی خدمات کو خراج تحسین پیش کیا۔ اس کے علاوہ ریڈیو غانا نے اس بابرکت تقریب کے بارے میں خبریں نشر کیں اور اس طرح سے ملک بھر میں اس ادارے کے قیام کا چرچا ہوا۔ پہلے مسلم ٹیچر ٹریننگ کالج کے افتتاح کو اس ملک میں اسلام اور احمدیت کی ایک نمایاں علمی کامیابی اور ترقی کے میدان میں ایک نیا سنگ میل تصور کیا جا رہا ہے۔

مکرم عبدالوہاب صاحب آدم نے یہ بھی خوشکن خبر دی ہے کہ اسکورے ہسپتال میں ایک نئے وارڈ کا افتتاح کیا گیا ہے اس تقریب میں بھی جماعت کے احباب کے علاوہ محکمہ صحت کے افسران نے بھی شرکت کی۔ اور یہ تقریب نہایت کامیابی اور خیر و خوبی سے اختتام پذیر ہوئی۔

مکرم عبدالوہاب صاحب آدم نے احباب جماعت سے درخواست کی ہے کہ دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ ہمارے واقف اساتذہ اور ڈاکٹر صاحبان کو احسن خدمت کی توفیق دے اور اپنے فضل سے ان حقیر خدمات کو قبول کرے اور وہ دن جلد لائے جب غانا میں ہی نہیں سارے افریقہ میں اللہ تعالیٰ کی توحید خالص اور نبی کریم محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کا بول بالا ہو۔

(مرسلہ : سیکرٹری نصرت جہاں ربوہ)

ایک غلط خبر کی تردید

محترم ڈاکٹر عطاء الرحمٰن خانصاحب بخیریت ہیں

الفضل ۲۸ اپریل اور ۳۰ اپریل ۱۹۸۳ء میں خاکسار کی بیماری اور بعض دوسرے افراد کے بارے میں میرے بیٹے عزیزم لطف الرحمٰن صاحب سے منسوب ایک خبر شائع ہوئی ہے اس میں کوئی صداقت نہیں خاکسار کی مفروضہ بیماری کے بارے میں بزرگان سلسلہ نے جس طرح تشویش کا اظہار کیا اس کے بارے میں خاکسار ان کا تہہ دل سے ممنون ہے اللہ تعالیٰ سب کو اپنی حفظ و امان میں رکھے۔ یہ خبر بے بنیاد اور غلط ہے۔ کسی نامعلوم شخص نے میرے بیٹے کی طرف منسوب کر کے اسے شائع کرایا ہے (ڈاکٹر عطاء الرحمٰن خان امیر جماعت احمدیہ سیالکوٹ)

- خاکسار کی والدہ بہت بیمار ہیں احباب جماعت کی خدمت میں دعا کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے خاص فضلوں سے مکرمہ والدہ صاحبہ کو صحت کاملہ و عاجلہ عطا فرمائے۔

(ملک منیر احمد کارکن وکالت مال ثانی تحریک جدید ربوہ)

- ایف۔ ایس۔ سی کے طلباء کے امتحان انشاء اللہ ۹ مئی سے شروع ہو رہے ہیں۔

احباب دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ ہم سب طلباء کو اعلیٰ کامیابی سے نوازے اور دین کا سچا خادم بنائے۔ آمین۔

(نعیم احمد صدیق ۔ دارالصدر جنوبی ربوہ)

پیارے آقا کی مصروفیات

۳۰ اپریل، یکم و ۲ مئی

سیدنا و امامنا حضرت اقدس خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ کا مقدس وجود نور و ہدایت کا ایک بلند مینار ہے۔ ملک کے اطراف اور دنیا بھر سے احمدیوں کی ایک بڑی تعداد نور و ہدایت سے بہرہ ور ہونے کی غرض سے ملاقات کے لیے کھنچی چلی آتی ہے۔ ملاقات کے دنوں میں دفتر پرائیویٹ سیکرٹری میں بڑی گہما گہمی ہوتی ہے۔ ملاقاتوں کے لیے مخصوص بڑے بڑے ہال نما کمرے احباب جماعت اور ان کے ساتھ آنے والے مہمانوں سے بھرے ہوتے ہیں یہ احباب بیقراری سے اس لمحہ کے منتظر ہوتے ہیں کہ جب ان کا محبوب آقا ان کے درمیان جلوہ افروز ہو اور وہ اس کے دیدار سے مشرف ہو سکیں اور قیمتی ارشادات سن کر اپنی روحانیت کو تازہ کر سکیں۔

۳۰ اپریل اور یکم و دو مئی کے تین ایام میں حضور ایدہ اللہ نے مجموعی طور پر ۱۶۵۶ احباب سے ملاقات کی۔ ان میں دو سو کے لگ بھگ مہمان احباب تھے جو جھنگ، چک ۵۲، ۵۳، ۵۴ جنوبی ضلع سرگودھا اور لاہور شہر سے تشریف لائے تھے۔ ان کے علاوہ خدام الاحمدیہ لاڑکانہ، اراکین احمدیہ سٹوڈنٹس ایسوسی ایشن جھنگ، احباب ماڈل ٹاؤن لاہور قیادت خدام الاحمدیہ ضلع لاہور نے ملاقات کی۔

ان ایام میں حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں مجموعی طور پر ۳۲۵۹ خطوط موصول ہوئے ان میں ۳۶۵ خطوط ممالک بیرون پاکستان سے آئے تھے۔ ان دنوں میں حضور ایدہ اللہ نے ۱۱۱۷ خطوط کے جوابات عطا فرمائے ان میں سے ۴۳۰ خطوط کے جوابات حضور کے دستخطوں سے اور ۵۴۰ خطوط کے جوابات حضور کی ہدایت کے مطابق پرائیویٹ سیکرٹری صاحب نے دیئے۔ ۴۷ خطوط جو مختلف جگہوں سے آئے تھے ان پر حضور نے نوٹس لکھ کر بغرض استفسار جماعتی دفاتر کو روانہ کرائے۔

اللہ تعالیٰ ہمارے محبوب آقا ایدہ اللہ کو صحت و تندرستی سے رکھے دن رات بھرپور انداز میں کام کرتے چلے جانے اور اعلیٰ ترین خدمات دینیہ بجا لانے کی توفیق بخشے آمین۔

جماعتہائے احمدیہ نائیجیریا کی نمایاں قربانی

تحریک جدید کے وعدے پونے دو لاکھ روپے بڑھ گئے

برادرم مکرم منیر احمد صاحب بسمل مبلغ نائیجیریا اطلاع دیتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے تحریک جدید کے وعدہ جات ۱۰،۱۵۹ نیرا کے ہو گئے ہیں جو کہ گذشتہ سال سے چار گنا ہیں الحمد للہ علیٰ ذالک۔

۲۸ مجاہدین نے معاونین خصوصی کی صف میں شمولیت کی سعادت حاصل کی ہے۔ ۲۱ صف اول میں اور ۷ صف دوم میں شامل ہوئے ہیں۔ احباب دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ تمام مجاہدین کے اموال و نفوس میں برکت ڈالے اور بیش از بیش قربانیوں کی توفیق دیتا چلا جائے۔ آمین

(وکیل المال (ثانی) تحریک جدید)

رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۲۵۴ ، پبلشر: مسعود احمد ، پرنٹر: سید عبدالحی ، مطبع: ضیاء الاسلام پریس ربوہ ، مقام اشاعت: دفتر روزنامہ الفضل دارالرحمت غربی ربوہ ، قیمت: ۵۵ پیسے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

روزنامہ الفضل ربوہ

۲۳ رجب ۱۴۰۳ھ

۷ ہجرت ۱۳۶۲ ہش

اِنفاق فی سبیل اللہ میں تقویٰ کا بنیادی تقاضا

تمام دوسرے اعمالِ حسنہ کی طرح اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کیا ہوا وہی مال اس کی جناب میں مقبول ہوتا ہے جو تقویٰ کے معیار پر پورا اُترتا ہو۔ کیونکہ خود اپنے فیصلہ کے بموجب وہ صرف متقیوں کے ہی نیک اعمال قبول کرتا ہے جب کہ اس نے قرآن مجید میں فرمایا ہے:۔

اِنَّمَا یَتَقَبَّلُ اللّٰہُ مِنَ الْمُتَّقِیْنَ ۝ (المائدہ آیت ۲۸)

ترجمہ:۔ یقیناً اللہ متقیوں ہی کی قربانی قبول کرتا ہے۔

انفاق فی سبیل اللہ کے ضمن میں تقویٰ کا ایک بنیادی تقاضا اللہ تعالیٰ نے یہ بیان فرمایا ہے کہ مومنوں کو چاہیئے کہ وہ اپنے کمائے ہوئے حلال اور طیب مال میں سے اس کا بہترین حصہ خرچ کریں۔ چنانچہ فرماتا ہے:۔

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اَنْفِقُوْا مِنْ طَیِّبٰتِ مَا كَسَبْتُمْ وَ مِمَّاۤ اَخْرَجْنَا لَكُمْ مِّنَ الْاَرْضِ وَ لَا تَیَمَّمُوا الْخَبِیْثَ مِنْهُ تُنْفِقُوْنَ وَ لَسْتُمْ بِاٰخِذِیْهِ اِلَّاۤ اَنْ تُغْمِضُوْا فِیْهِ ؕ وَ اعْلَمُوْۤا اَنَّ اللّٰهَ غَنِیٌّ حَمِیْدٌ ۝

(البقرہ آیت ۲۶۸)

ترجمہ:۔ اے مومنو! وہ طیب مال جو تم کماتے ہو اور وہ طیب مال جو اس نے تمہارے لئے زمین سے پیدا کیا ہے اس میں سے اللہ کی راہ میں (حسب توفیق) خرچ کرو۔ اس کی راہ میں خرچ کرنے کے لئے ردّی مال بالارادہ نہ چنا کرو۔ تم ایسی چیزوں کو اللہ کی راہ میں خرچ کرنے کو تو تیار ہو جاتے ہو لیکن خود انہیں کم قیمت کے سوا لینے پر تیار نہیں ہوتے۔ خوب جان لو کہ اللہ کو تمہارے مال کی ضرورت نہیں وہ حمد کے لائق ہے کہ تمہیں اس کی راہ میں خرچ کرنے کا موقع دیتا ہے۔

اس سے ظاہر ہے کہ ردّی اور ناکارہ مال خدا کی راہ میں خرچ کرنا یا خدا تعالیٰ کی دی ہوئی توفیق سے کم مال خرچ کرنا تقویٰ کے خلاف ہے۔ ایسی مالی قربانی خدا کی جناب میں کبھی قبول نہیں ہو سکتی۔ ہم احمدیوں کے لئے جنہوں نے خدا تعالیٰ کی راہ میں ایک مقررہ شرح کے مطابق خرچ کرنا قبول کر رکھا ہے ضروری ہے کہ ہم اس شرح کے مطابق چندہ ادا کریں۔ اگر کوئی احمدی شرح سے کم چندہ دیتا ہے یا یہ ظاہر کرنے کے لئے کہ وہ شرح کے مطابق چندہ دے رہا ہے اپنی پوری آمدنی ظاہر نہیں کرتا اس کا یہ فعل یقیناً تقویٰ کے خلاف ہوگا لہٰذا اس کی ایسی مالی قربانی عنداللہ مقبول نہیں ہو سکتی۔

عدم تربیت کے نتیجہ میں بعض خام طبع لوگ ایسے بھی ہو سکتے تھے جو مالی قربانی کے اس بنیادی پہلو سے پورے طور پر آگاہ نہ ہوں اور اپنے اس ناروا فعل کی وجہ سے فی الاصل پوری شرح کے مطابق چندے نہ دے رہے ہوں۔ اس لئے سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ایک خطبہ جمعہ میں اس روش کی مضرت سے بہت پُر زور الفاظ میں خبردار فرمایا۔ حضور نے ارشاد فرمایا:۔

"جھوٹ نہ بولیں خدا سے۔ یہ نہ ہو کہ خدا کو دے رہا ہو اور آپ لاکھ کے اوپر چندہ دے رہے ہوں اور بتا یہ رہے ہوں کہ دیا ہی خدا نے لاکھ ہے اللہ کوئی بھول جاتا ہے (نعوذ باللہ من ذالک) کہ میں نے اس کو کیا دیا تھا اور اب یہ مجھے کیا واپس کر رہا ہے۔ جس نے دیا ہے وہ تو دلوں کے بھیدوں سے آشنا ہے۔ وہ مخفی ارادوں سے آشنا ہے۔ وہ ان خفیہ سکیموں سے آگاہ ہے جن میں روپے جاتے ہیں اور غائب ہو جاتے ہیں۔"

(خطبہ جمعہ فرمودہ ۱۰ ستمبر ۱۹۸۲ء بمقام مسجد بشارت سپین مطبوعہ الفضل ۲۰ اکتوبر ۱۹۸۲ء)

حضور ایدہ اللہ نے عہدہ داران جماعت کو توجہ دلائی کہ اگر ان کی جماعت میں کوئی بھائی ایسے ہوں جو عدم تربیت یا محض غفلت کی وجہ سے اپنی آمدنی کم ظاہر کر کے اصل آمد کے مطابق چندہ نہ دے رہے ہوں انہیں اس روش کی مضرت سے آگاہ کریں اور انہیں توجہ دلائیں کہ وہ دیانتداری اور تقویٰ سے کام لے کر قربانی کے کم سے کم معیار پر پورا اترنے کی کوشش کریں تاکہ ان کی قربانی خدا کی جناب میں مقبول ہو۔ حضور نے اس امر پر زور دیا کہ جماعت میں کوئی ایک فرد بھی ایسا نہیں ہونا چاہیئے جو مالی قربانی کے اجر سے محروم رہے۔ اگر ہم کمزوروں کی قربانیوں کو تقویٰ کے معیار پر لائے بغیر آگے قدم بڑھائیں گے تو السابقون الاولون کے اجر تو بڑھتے چلے جائیں گے لیکن کمزوروں کی محرومی میں بھی اضافہ ہوتا چلا جائے گا۔ ہماری کوشش یہ ہونی چاہیئے کہ کمزوروں کی کمزوری دور کر کے انہیں بھی ساتھ لے کر آگے بڑھیں۔ تاکہ سب کا ہی شمار السابقون الاولون میں ہو سکے اور اس طرح ہم قربانیوں کے میدان میں آگے ہی آگے بڑھتے چلے جائیں۔ چنانچہ حضور نے کمزوروں کو ساتھ نہ ملانے کے نقصان کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا:۔

"جب تک ایک موقع دے کر ہم اپنے بھائیوں کو ساتھ نہ ملالیں، ایک آرڈر پیدا نہ ہو جائے نظام کے اندر اور سارے دوست دیانتداری اور تقویٰ کے ساتھ مالی قربانیوں میں کم سے کم معیار پر پورے نہ اتر آئیں، اگر ہم آگے بڑھیں گے تو وہی لوگ جو السابقون الاولون ہیں قربانیوں کا بوجھ اٹھاتے چلے جائیں گے (مراد یہ کہ باقی لوگ اجر سے محروم ہی رہیں گے۔ حالانکہ ایسا نہیں ہونا چاہیئے۔ ناقل)" (ایضاً)

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کی اس نصیحت میں اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے ایسی برکت ڈالی اور اسے اس قدر پُر تاثیر بنایا کہ جو پہلے عدم توجہی کی وجہ سے غفلت دکھا رہے تھے انہوں نے نہ صرف یہ کہ باشرح چندہ دینا شروع کر دیا بلکہ اپنے چندوں میں کئی کئی گنا اضافہ کر کے ادائیگی شروع کر دی۔ پھر جو پہلے ہی السابقون الاولون تھے وہ کب پیچھے رہنے والے تھے انہوں نے بھی اپنی قربانی کے معیار کو اور بڑھا کر ثابت کر دکھایا کہ مسابقت الی الخیرات ان کا دائمی شیوہ ہے۔ یہ ہو ہی نہیں سکتا کہ وہ آگے قدم نہ بڑھائیں۔ اس طرح پوری جماعت نے ثابت کر دکھایا کہ اس زمانہ میں وہ لٰكِنِ الرَّسُوْلُ وَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ جٰهَدُوْا بِاَمْوَالِهِمْ وَ اَنْفُسِهِمْ ؕ وَ اُولٰٓئِكَ لَهُمُ الْخَیْرٰتُ ؕ وَ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ۝ (التوبۃ آیت ۸۸) کے مصداق ہیں۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ احباب جماعت نے حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کی آواز پر لبیک کہتے ہوئے اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی توفیق سے اس وقت مسابقت الی الخیرات کے جس جذبہ کا مظاہرہ کیا ہے وہ انہیں نہ صرف اپنے اس جذبہ کو دائمی طور پر برقرار رکھنے کی توفیق عطا فرمائے بلکہ ہمیشہ ہی اس جذبہ میں پہلے سے بڑھ کر اضافہ ہوتا چلا جائے۔ تا متقیوں کے اس بھاری گروہ کا اتحاد و اتفاق اور مسابقت الی الخیرات کا جذبہ دوش دنیا پر نیک اثر ڈالے اور اسے خدا تعالیٰ اور اس کے پسندیدہ دین یعنی اسلام کی طرف کھینچ لائے۔ آمین برحمتک یا ارحم الراحمین

الداعی الی اللہ

کا بہترین ہتھیار دعا ہے کہ

غیر ممکن کو یہ ممکن میں بدل دیتی ہے

اے میرے فلسفیو زورِ دعا دیکھو تو

انصار بھائی دعاؤں کا انفرادی اور اجتماعی پروگرام بنائیں۔

(قیادت اصلاح وارشاد انصار اللہ ربوہ)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

(قسط دوم و آخری)

ایک تحقیقی مقالہ

سلطان القلم حضرت اقدس مسیح دوراں کا عظیم الشان لٹریچر

اور

اس سے خوشہ چینی کی ایک حیرت انگیز مثال

"اسلام.... ایسا چمکتا ہوا ہیرا ہے جس کا ہر ایک گوشہ چمک رہا ہے۔ ایک بڑے محل میں بہت سے چراغ ہوں اور کوئی چراغ کسی دریچہ سے نظر آوے اور کوئی کسی کونہ سے۔ یہی حال اسلام کا ہے کہ اس کی آسمانی روشنی صرف ایک ہی طرف سے نظر نہیں آتی بلکہ ہر ایک طرف سے اس کے ابدی چراغ نمایاں ہیں اس کی تعلیم بجائے خود ایک چراغ ہے اور جو شخص اس کی سچائی کے اظہار کے لیے خدا کی طرف سے آتا ہے وہ بھی ایک چراغ ہوتا ہے" (پیغام صلح صفحہ ۶۲)

(محترم مولانا دوست محمد صاحب شاہد مورخ احمدیت - ربوہ)

اسلامی نکاح کا فلسفہ

۵۔ حضرت اقدس کی کتاب "آریہ دھرم" کو یہ خصوصیت حاصل ہے کہ اسمیں حضور نے متعدد مقامات پر اسلامی نکاح کی حقیقی فلاسفی پر سیر حاصل بحث کی ہے جس سے اسلام کے ازدواجی نظام کی برتری روز روشن کی طرح نمایاں ہو جاتی ہے اس سلسلہ میں "آریہ دھرم" کے تین اقتباسات ہدیہ قارئین کرتا ہوں۔ ان میں اول الذکر دو اقتباس کتاب "احکام اسلام" کے صفحہ نمبر ۱۲۶ و ۱۲۷ پر اور تیسرا اقتباس صفحہ ۱۵۷-۱۵۸ پر موجود ہے۔

پہلا اقتباس

"قرآن شریف سے ثابت ہوتا ہے کہ شادی کے تین فائدے ہیں۔ ایک عفت اور پرہیزگاری دوسری حفظ صحت۔ تیسری اولاد۔

اور پھر ایک اور جگہ فرماتا ہے

وَلْيَسْتَعْفِفِ الَّذِينَ لَا يَجِدُونَ نِكَاحًا حَتَّىٰ يُغْنِيَهُمُ اللَّهُ مِن فَضْلِهِ

(الجزو نمبر ۱۸ سورۃ النور)

یعنی جو لوگ نکاح کی طاقت نہ رکھیں جو پرہیزگار رہنے کا اصل ذریعہ ہے تو ان کو چاہیئے کہ اور تدبیروں سے طلب عفت کریں۔ چنانچہ بخاری اور مسلم کی حدیث میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ جو نکاح کرنے پر قادر نہ ہو اس کے لیے پرہیزگار رہنے کے لیے یہ تدبیر ہے کہ وہ روزے رکھا کریں اور حدیث یہ ہے

یا معشر الشباب من استطاع منکم الباءۃ فلیتزوج فانہ اغض للبصر واحصن للفرج ومن لم یستطع فعلیہ بالصوم فانہ لہ وجاء۔

(صحیح مسلم و بخاری)

یعنی اے جوانوں کے گروہ جو کوئی تم میں سے نکاح کی قدرت رکھتا ہو تو چاہیئے کہ وہ نکاح کرے کیونکہ نکاح آنکھوں کو خوب نیچا کر دیتا ہے اور شرم کے اعضاء کو زنا وغیرہ سے بچاتا ہے ورنہ روزہ رکھو کہ وہ خصی کر دیتا ہے۔

(آریہ دھرم صفحہ ۱۹ طبع اول ۱۸۹۵ء)

دوسرا اقتباس

"محصنین غیر مسافحین الجزو نمبر ۵۔ یعنی چاہیئے کہ تمہارا نکاح اس نیت سے ہو کہ تا تم تقویٰ اور پرہیزگاری کے قلعہ میں داخل ہو جاؤ۔ ایسا نہ ہو کہ حیوانات کی طرح محض نطفہ نکالنا ہی تمہارا مطلب ہو۔"

("آریہ دھرم" صفحہ ۱۹ طبع اول ۱۸۹۵ء)

تیسرا اقتباس

"مسلمانوں میں نکاح ایک معاہدہ ہے جس میں مرد کی طرف سے مہر اور تعہد نان و نفقہ اور اسلام اور حسن معاشرت شرط ہے اور عورت کی طرف سے عفت اور پاکدامنی اور نیک چلنی اور فرمانبرداری شرائط ضروریہ میں سے ہے اور جیسا کہ دوسرے تمام معاہدے شرائط کے ٹوٹ جانے سے قابل فسخ ہو جاتے ہیں۔ ایسا ہی یہ معاہدہ بھی شرطوں کے ٹوٹنے کے بعد قابل فسخ ہو جاتا ہے۔ صرف فرق یہ ہے کہ اگر مرد کی طرف سے شرائط ٹوٹ جائیں تو عورت خود بخود نکاح کے توڑنے کی مجاز نہیں ہے جیسا کہ وہ خود بخود نکاح کی مجاز نہیں بلکہ حاکم وقت کے ذریعہ سے نکاح کو توڑا سکتی ہے جیسا کہ ولی کے ذریعہ سے نکاح کو کرا سکتی ہے اور یہ کمی اختیار اسکی فطرتی شتاب کاری اور نقصان عقل کی وجہ سے ہے لیکن مرد جیسا کہ اپنے اختیار سے معاہدہ نکاح کا باندھ سکتا ہے ایسا ہی عورت کی طرف سے شرائط ٹوٹنے کے وقت طلاق دینے میں بھی خود مختار ہے سو یہ قانون فطرتی قانون سے ایسی مناسبت اور مطابقت رکھتا ہے گویا کہ اس کی عکسی تصویر ہے کیونکہ فطرتی قانون نے اس بات کو تسلیم کر لیا ہے۔ کہ ہر ایک معاہدہ شرائط قرار داد وہ کے فوت ہونے سے قابل فسخ ہو جاتا ہے۔ اور اگر فریق ثانی فسخ سے مانع ہو تو وہ اس فریق پر ظلم کر رہا ہے۔ جو فقدان شرائط کی وجہ سے فسخ عہد کا حق رکھتا ہے۔ جب ہم سوچیں کہ نکاح کیا چیز ہے تو بجز اس کے اور کوئی حقیقت معلوم نہیں ہوتی کہ ایک پاک معاہدہ کی شرائط کے نیچے دو انسانوں کی زندگی بسر کرتا ہے اور جو شخص شرائط شکنی کا مرتکب ہو وہ عدالت کی رو سے معاہدہ کے حقوق سے محروم رہنے کے لائق ہو جاتا ہے اور اسی محرومی کا نام دوسرے لفظوں میں طلاق ہے۔ لہٰذا طلاق ایک پوری پوری جدائی ہے جس سے مطلقہ کی حرکات سے شخص طلاق دہندہ پر کوئی بد اثر نہیں پہنچتا یا دوسرے لفظوں میں ہم یوں کہہ سکتے ہیں کہ ایک عورت کسی کی منکوحہ ہو کر نکاح کے معاہدہ کو کسی اپنی بدچلنی سے توڑ دے تو وہ اس عضو کی طرح ہے جو گندہ ہو گیا اور سڑ گیا یا اس دانت کی طرح ہے جس کو کیڑے نے کھا لیا اور وہ اپنے شدید درد سے ہر وقت تمام بدن کو ستاتا اور دکھ دیتا ہے تو اب حقیقت میں وہ دانت دانت نہیں ہے اور نہ وہ متعفن عضو حقیقت میں عضو ہے اور سلامتی اسی میں ہے کہ اس کو اکھیڑ دیا جائے اور کاٹ دیا جائے اور پھینک دیا جائے یہ سب کارروائی قانون قدرت کے موافق ہے عورت کا مرد سے ایسا تعلق نہیں جیسے اپنے ہاتھ اور اپنے پیر کا لیکن تاہم اگر کسی کا ہاتھ یا پیر کسی ایسی آفت میں مبتلا ہو جائے کہ اطباء اور ڈاکٹروں کی رائے اسی پر اتفاق کرے کہ زندگی اس کی کاٹ دینے میں ہے تو بھلا تم میں سے کون ہے کہ ایک جان بچانے کے لیے کاٹ دینے پر راضی نہ ہو پس ایسا ہی اگر تیری منکوحہ اپنی بدچلنی اور کسی ناپاک سے تیرے پر وبال لائے تو وہ ایسا عضو ہے کہ بگڑ گیا اور سڑ گیا۔ اور اب وہ تیرا عضو نہیں ہے اس کو جلد کاٹ دے اور گھر سے باہر پھینک دے۔ ایسا نہ ہو کہ اس کی زہر تیرے سارے بدن میں پہنچ جائے اور تجھے ہلاک کرے پھر اگر اس کاٹے ہوئے اور زہریلے جسم کو کوئی پرندیا درندہ کھالے تو تجھے اس سے کیا کام کیونکہ وہ جسم تو اسی وقت سے تیرا جسم نہیں رہا جبکہ تو نے اس کو کاٹ کر پھینک دیا۔ (آریہ دھرم صفحہ ۲۳-۲۴ طبع اول ۱۸۹۵ء)

قبولیت دعا کا فلسفہ

۶۔ سر سید احمد خاں بانی علیگڑھ کالج دعاؤں کی قبولیت اور تاثیر کے قائل نہیں تھے جیسا کہ انکی تفسیروں اور لیکچروں اور مضامین سے ظاہر ہے۔ حضرت اقدس بانی سلسلہ احمدیہ عہد حاضر کی وہ منفرد شخصیت ہیں جنہوں نے عقلی و نقلی اور اپنے روحانی مشاہدات کی روشنی میں "برکات الدعا" جیسی لاجواب کتاب سپرد قلم فرمائی پوری کتاب مطالعہ کرنے کے لائق ہے بطور نمونہ اس کے دو اقتباس ملاحظہ ہوں

اول "اگرچہ دنیا کی کوئی خیر و شر مقدر سے خالی نہیں تاہم قدرت نے اس کے حصول کے لیے ایسے اسباب مقرر کر رکھے ہیں جن کے صحیح اور سچے اثر میں کسی عقلمند کو کلام نہیں مثلاً اگرچہ مقدر پر لحاظ کر کے دوا کا کرنا نہ کرنا در حقیقت ایسا ہی ہے جیسا کہ دعا یا ترک دعا۔ مگر کیا سید صاحب یہ رائے ظاہر کر سکتے ہیں کہ مثلاً علم طب سراسر باطل ہے اور حکیم حقیقی نے دواؤں میں کچھ بھی اثر نہیں رکھا۔ پھر اگر سید صاحب باوجود ایمان بالتقدیر کے اس بات کے بھی قائل ہیں کہ دوائیں بھی اثر سے خالی نہیں تو پھر کیوں خدا تعالیٰ کے یکساں اور متشابہ قانون میں فتنہ اور تفریق ڈالتے ہیں؟ کیا سید صاحب کا یہ مذہب ہے کہ خدا تعالیٰ اس بات پر تو قادر تھا کہ تربد اور سقمونیا اور سنا اور حب الملوک میں تو ایسا قوی اثر رکھ دے کہ ان کی پوری خوراک کھانے کے ساتھ ہی دست چھوٹ جائیں یا مثلاً سم الفار اور بیش اور دوسری ہلاہل زہروں میں وہ غضب کی تاثیر ڈال دی کہ ان کا کامل قدر شربت چند منٹوں میں ہی اس جہان سے رخصت کر دے لیکن اپنے برگزیدہ خاص کی توجہ اور عقد ہمت اور تضرع کی بھری ہوئی دعاؤں کو فقط مردہ کی طرح رہنے دے جن میں ایک ذرہ بھی اثر نہ ہو۔ کیا یہ ممکن ہے کہ نظام الٰہی میں اختلاف ہو اور وہ ارادہ جو خدا تعالیٰ نے دواؤں میں اپنے بندوں کی بھلائی کے لیے کیا تھا وہ دعاؤں میں مرعی نہ ہو؟ نہیں نہیں! ہرگز نہیں!! بلکہ خود سید صاحب دعاؤں کی حقیقی فلاسفی سے بے خبر ہیں اور انکی اصلی تاثیروں پر ذاتی تجربہ نہیں رکھتے اور ان کی ایسی مثال ہے جیسے کوئی ایک مدت تک ایک پرانی اور سال خوردہ اور مسلوب القوی دوا کو استعمال کرے اور پھر اس کو بے اثر پا کر اس دوا پر عام حکم لگا دے کہ اس میں کچھ بھی

Digitized by Khilafat Library Rabwah

تاثیر نہیں ؟

(برکات الدعا صفحہ ۷-۸)

دوم

"میں کہتا ہوں کہ یہی حال دواؤں کا بھی ہے۔ کیا دواؤں نے موت کا دروازہ بند کر دیا ہے یا ان کا خطا جانا غیر ممکن ہے ؟ مگر کیا باوجود اس بات کے کوئی ان کی تاثیر سے انکار کر سکتا ہے۔ ؟ یہ سچ ہے کہ ہر ایک امر پر تقدیر محیط ہو رہی ہے۔ مگر تقدیر نے علوم کو ضائع اور بے حرمت نہیں کیا اور نہ اسباب کو بے اعتبار کر کے دکھلایا بلکہ اگر غور کر کے دیکھو تو یہ جسمانی اور روحانی اسباب بھی تقدیر سے باہر نہیں ہیں مثلاً اگر ایک بیمار کی تقدیر نیک ہو اسباب تقدیر علاج پورے طور پر میسر آجاتے ہیں اور جسم کی حالت بھی ایسے درجہ پر ہوتی ہے کہ وہ اُن سے نفع اٹھانے کے لیے مستعد ہوتا ہے۔ تب دوا نشانہ کی طرح جا کر اثر کرتی ہے۔ یہی قاعدہ دعا کا بھی ہے۔ یعنی دعا کے لیے بھی تمام اسباب و شرائط قبولیت اسی جگہ جمع ہوتے ہیں جہاں ارادۂ الٰہی اس کے قبول کرنے کا ہے۔"

("برکات الدعا" صفحہ ۱۱-۱۲)

جناب "حکیم الامت مجدد الملت" مولانا اشرف علی صاحب تھانوی نے "برکات الدعا" کے مندرجہ بالا دونوں اقتباسات اگرچہ نہایت اہتمام کے ساتھ اپنی "مقبول عام" کتاب کے صفحہ ۸۴/۸۵ پر "حقیقت دعا و قضا" کے عنوان سے قلمبند فرما دیئے ہیں مگر جس جس فقرے میں سرسید کا نام تھا اسکو "کمال فطانت و ذہانت" سے دوسرے الفاظ میں بدل ڈالا ہے

قبور سے تعلق ارواح

۷۔ مندرجہ بالا عنوان سے "احکام اسلام" کے صفحہ ۲۶۴ سے صفحہ ۲۶۵ تک ایک نہایت لطیف مضمون بیان ہوا ہے جو اول سے آخر تک براہ راست حضرت اقدس کے ان ملفوظات سے ماخوذ ہے جو آج سے قریباً چوراسی سال قبل اخبار الحکم میں شائع ہوئے تھے حضور نے فرمایا:۔

"اصل بات یہ ہے کہ جو کچھ ارواح کے تعلق قبور کے متعلق احادیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں آیا ہے، وہ بالکل سچ اور درست ہے۔ ہاں یہ دوسرا امر ہے کہ تعلق کی کیفیت اور کنہ کیا ہے ؟ جس کے معلوم کرنے کی ہم کو ضرورت نہیں۔ البتہ یہ ہمارا فرض ہو سکتا ہے کہ ہم یہ ثابت کر دیں کہ اس قسم کا تعلق قبور کے ساتھ ارواح کا ہوتا ہے۔ اور اس میں کوئی محال عقل لازم نہیں آتا۔

اور اس کے لیے ہم اللہ تعالیٰ کے قانون قدرت میں ایک نظیر پاتے ہیں۔ درحقیقت یہ امر اسی قسم کا ہے جیسے ہم دیکھتے ہیں کہ بعض امور کی سچائی اور حقیقت صرف زبان ہی سے معلوم ہوتی ہے۔ اور اس کو ذرا وضاحت کر کے ہم یوں کہتے ہیں کہ حقائق الاشیاء کے معلوم کرنے کے لیے اللہ تعالیٰ نے مختلف طریقے رکھے ہیں۔ بعض خواص آنکھ کے ذریعے معلوم ہوتے ہیں اور بعض صداقتوں کا پتہ صرف کان لگاتا ہے اور بعض ایسی ہیں کہ حس مشترک سے ان کا سراغ چلتا ہے اور کتنی ہی سچائیاں ہیں کہ وہ مرکز قویٰ یعنی دل سے معلوم ہوتی ہیں۔ غرض اللہ تعالیٰ نے صداقت کے معلوم کرنے کے لیے مختلف طریق اور ذریعے رکھے ہیں مثلاً مصری کی ایک ڈلی کو اگر کان پر رکھیں تو وہ اس کا مزہ معلوم نہ کر سکیں گے اور نہ اس کے رنگ بتا سکیں گے۔ ایسا ہی اگر آنکھ کے سامنے کریں گے تو وہ اس کے ذائقہ کے متعلق کچھ نہ کہہ سکے گی۔ اس سے صاف طور پر معلوم ہوتا ہے کہ حقائق الاشیاء کے معلوم کرنے کے لیے مختلف قویٰ اور طاقتیں ہیں۔ اب آنکھ کے متعلق اگر کسی چیز کا ذائقہ معلوم کرنا ہو اور وہ آنکھ کے سامنے پیش ہو تو کیا ہم یہ کہیں گے کہ اس چیز میں کوئی ذائقہ ہی نہیں۔ یا اولز نکلتی ہو اور کان بند کر کے زبان سے وہ کام لینا چاہیں تو کب ممکن ہے آجکل کے فلسفی مزاج لوگوں کو یہ بڑا دھوکا لگا ہوا ہے کہ وہ اپنے عدم علم کی وجہ سے کسی صداقت کا انکار کر بیٹھتے ہیں۔ روزمرہ کے کاموں میں دیکھا جاتا ہے کہ سب کام ایک شخص نہیں کرتا بلکہ جداگانہ خدمتیں مقرر ہیں۔ سقہ پانی پلاتا ہے۔ دھوبی کپڑے صاف کرتا ہے۔ باورچی کھانا پکاتا ہے۔ غرضیکہ تقسیم محنت کا سلسلہ ہم انسان کے خود ساختہ نظام میں بھی پاتے ہیں۔ پس اس اصل کو یاد رکھو کہ مختلف قوتوں کے مختلف کام ہیں۔ انسان بڑے قویٰ لے کر آیا ہے اور طرح طرح کی خدمتیں اس کی تکمیل کے لیے ہر ایک قوت کے سپرد ہیں۔ نادان فلسفی ہر بات کا فیصلہ اپنی عقل خام سے چاہتا ہے۔ حالانکہ یہ بات غلط محض ہے تاریخی امور تو تاریخ ہی سے ثابت ہوں گے۔ اور خواص الاشیاء کا تجربہ بدوں تجربہ صحیحہ کے کیونکر لگ سکے گا۔ امور قیاسیہ کا پتہ عقل دے گی۔ اسی طرح پر متفرق طور پر الگ الگ ذرائع ہیں۔ انسان دھوکہ میں مبتلا ہو کر حقائق الاشیاء کے معلوم کرنے سے تب ہی محروم ہو جاتا ہے جبکہ وہ ایک ہی چیز کو مختلف امور کی تکمیل کا ذریعہ قرار دے لیتا ہے۔ میں اس اصول کی صداقت پر زیادہ کہنا ضروری نہیں سمجھتا کیونکہ ذرا سے فکر سے یہ بات خوب سمجھ میں آجاتی ہے اور روزمرہ ہم ان باتوں کی سچائی دیکھتے ہیں۔ پس جب روح جسم سے مفارقت کرتی ہے یا تعلق پکڑتی ہے تو ان باتوں کا فیصلہ عقل سے نہیں ہو سکتا اگر ایسا ہوتا تو فلسفی اور حکماء ضلالت میں مبتلا نہ ہوتے۔ اسی طرح قبور کے ساتھ جو تعلق ارواح کا ہوتا ہے یہ ایک صداقت تو ہے مگر اس کا پتہ دینا اس کی آنکھ کا کام نہیں۔ یہ کشفی آنکھ کا کام ہے۔ کہ وہ دکھلاتی ہے۔ اگر محض عقل سے اس کا پتہ لگانا چاہو تو کوئی عقل کا پتلا اتنا ہی بتلائے کہ روح کا وجود بھی ہے یا نہیں ؟ ہزار اختلاف اس مسئلہ پر موجود ہیں اور ہزارہا فلاسفر دہریہ مزاج موجود ہیں جو منکر ہیں۔ اگر نری عقل کا یہ کام تھا تو پھر اختلاف کا کیا کام ؟ کیونکہ جب آنکھ کا کام دیکھنا ہے تو میں نہیں کہہ سکتا کہ زید کی آنکھ تو سفید چیز کو دیکھے اور بکر کی ویسی ہی آنکھ اس سفید چیز کا ذائقہ بتلائے۔ میرا مطلب یہ ہے کہ نری عقل روح کا وجود بھی یقینی طور پر نہیں بتلا سکتی چہ جائیکہ اسکی کیفیت اور تعلقات کا علم پیدا کر سکے۔ فلاسفر تو روح کو ایک سبز مکڑی کی طرح مانتے ہیں اور وہ روح فی الخارج ان کے نزدیک کوئی چیز ہی نہیں۔ یہ تفاسیر روح کے وجود اور اس کے تعلق وغیرہ کی چشمۂ نبوت سے ملی ہیں اور نرے عقل والے تو دعویٰ ہی نہیں کر سکتے اگر کہو کہ بعض فلاسفروں نے کچھ لکھا ہے تو یاد رکھو کہ انہوں نے منقولی طور پر چشمۂ نبوت سے کچھ لے کر کہا ہے۔ پس جب یہ بات ثابت ہو گئی کہ روح کے متعلق علوم چشمۂ نبوت سے ملتے ہیں تو یہ امر کہ ارواح کا قبور کے ساتھ تعلق ہوتا ہے، اسی چشمہ سے دیکھنا چاہیئے اور کشفی آنکھ نے بتلایا ہے کہ اس تودۂ خاک سے روح کا ایک تعلق ہوتا ہے اور السَّلَامُ عَلَيْكُمْ يَا أَهْلَ الْقُبُوْرِ کہنے سے جواب ملتا ہے۔ پس جو آدمی ان قویٰ سے کام لے جن سے کشف قبور ہو سکتا ہے وہ ان تعلقات کو دیکھ سکتا ہے۔

ہم ایک بات مثال کے طور پر پیش کرتے ہیں کہ ایک نمک کی ڈلی اور ایک مصری کی ڈلی رکھی ہو۔ اب عقل محض ان پر کیا فتویٰ دے سکے گی۔ ہاں اگر ان کو چکھیں گے تو جداگانہ مزوں سے معلوم ہو جاوے گا کہ یہ نمک ہے اور وہ مصری ہے لیکن اگر حس انسان ہی نہیں تو نمکین اور شیریں کا فیصلہ کوئی کیا کرے گا؟ پس ہمارا کام صرف دلائل سے سمجھا دینا ہے۔ آفتاب کے چڑھنے میں جیسے ایک اندھے کے انکار سے فرق نہیں آسکتا۔ اور ایک مسلوب القوۃ کے طریق استدلال سے فائدہ نہ اٹھانے سے ان کا ابطال نہیں ہو سکتا۔ اسی طرح پر اگر کوئی شخص کشفی آنکھ نہیں رکھتا تو وہ اس تعلق ارواح کو کیونکر دیکھ سکتا ہے ؟ پس اس کے انکار سے محض اس لیے کہ وہ دیکھ نہیں سکتا۔ اس کا انکار جائز نہیں ہے ایسی باتوں کا پتہ نری عقل اور قیاس سے کچھ نہیں لگتا۔ اللہ تعالیٰ نے اس لیے انسان کو مختلف قویٰ دیئے ہیں اگر ایک ہی سب کام دیتا تو پھر اس قدر قویٰ کے عطا کرنے کی کیا ضرورت تھی۔ ؟ بعض کا تعلق آنکھ سے ہے اور بعض کا کان سے بعض زبان سے متعلق ہیں اور بعض ناک سے۔ مختلف قسم کی حسیں انسان رکھتا ہے۔ قبور کے ساتھ متعلق ارواح کے دیکھنے کے لیے کشفی قوت اور حس کی ضرورت ہے اگر کوئی کہے کہ یہ ٹھیک نہیں ہے۔ تو وہ غلط کہتا ہے۔ انبیاء علیہم السلام کی ایک کثیر تعداد کروڑہا اولیاء و صلحاء کا سلسلہ دنیا میں گزرا ہے اور مجاہدات کرنے والے بے شمار لوگ ہو گزرے ہیں۔ اور وہ سب اس امر کی زندہ شہادت ہیں گو اسکی اصلیت اور تعلقات کی وجہ عقلی طور پر ہم معلوم کر سکیں یا نہ، مگر نفس تعلق سے انکار نہیں ہو سکتا۔ غرض کشفی دلائل ان ساری باتوں کا فیصلہ کیے دیتے ہیں۔ کان اگر نہ دیکھ سکیں تو ان کا کیا قصور ہے وہ اور قوت کا کام ہے۔ ہم اپنے ذاتی تجربہ سے گواہ ہیں کہ روح کا تعلق قبر کے ساتھ ضرور ہوتا ہے۔ انسان میت سے کلام کر سکتا ہے۔ روح کا تعلق آسمان سے بھی ہوتا ہے جہاں اس کے لیے ایک مقام ملتا ہے۔ میں پھر کہتا ہوں کہ یہ ایک ثابت شدہ صداقت ہے۔ ہندوؤں کی کتابوں میں بھی اسکی گواہی موجود ہے۔ یہ مسئلہ عام طور پر مسلمہ مسئلہ ہے بجز اس فرقہ کے جو نفیٔ بقائے روح کرتا ہے۔"

("الحکم" جلد نمبر ۳ صفحہ ۲۲ پرچہ ۲۳ جنوری ۱۸۹۹ء)

یہاں اس امر کا تذکرہ ضروری ہے کہ حضرت اقدس کو چونکہ جناب الٰہی نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی متابعت کی برکت سے کشفی آنکھیں بخشیں اور آسمانی نور سے بہرہ ور فرمایا تھا۔ اس لیے آپ نے ارواح کے تعلق قبور کا ذکر کرتے ہوئے بیانگ دہل اعلان فرمایا کہ "ہم اپنے ذاتی تجربہ سے گواہ ہیں" مگر کتاب

Digitized by Khilafat Library Rabwah

"احکام اسلام" کے مصنف کو ایسا کوئی دعویٰ نہیں تھا نہ ہو سکتا تھا اس لیے انہوں نے اپنی کتاب میں حضرت اقدس کے ملفوظات کا طویل اقتباس نقل کرتے ہوئے اس کے خط کشیدہ الفاظ تلمزن فرما دیئے جو بلاشبہ حق پسندوں کا ایک ایک قابلِ تعریف نمونہ ہے اے کاش وہ کتاب "احکام اسلام" کے اصل ماخذ کے برملا اظہار کی جرأت بھی فرما سکتے !!!

خلاصہ مندرجہ بالا تفصیلی جائزہ اور موازنہ سے متعدد حقائق ہمارے سامنے آتے ہیں مثلاً۔

۱۔ عہد حاضر میں اسلامی تعلیمات کے حقیقی فلسفہ کی نقاب کشائی کا اصل سہرا حضرت بانی سلسلہ احمدیہ (علیہ الف الف رحمۃ) کے سر ہے۔

۲۔ حضرت اقدس کے قلم مبارک سے نکلا ہوا بلند پایہ لٹریچر علمی اعتبار ہی سے نہیں ادبی حیثیت سے بھی عدیم المثال ہے یہی وجہ ہے کہ بعض بڑے بڑے قادر الکلام ادیب و خطیب یا صاحب تصانیف کثیرہ بھی آپ کے بیان فرمودہ اسرار و غوامض کو اپنے الفاظ میں ادا ہی نہیں کر سکتے اور انہیں قدم قدم پر آپ ہی کے الفاظ، محاورات اور فقرات کو بے دریغ استعمال کرنا اور ان کا مسلسل سہارا لینا پڑتا ہے۔ ممکن ہے ذہن اسے علمی سرقہ کا نام دینے کی جسارت کرے مگر میں تو اسے مجبوری و معذوری ہی سے تعبیر کروں گا۔

والطریقۃ کلھا ادب

۳۔ قرآن مجید کی آیات کا جو بامحاورہ اور سلیس اردو ترجمہ حضرت اقدس کے قلم مبارک سے نکلا ہے وہ قرآنی مفہوم کی صحیح صحیح عکاسی کرتا ہے جس پر کتاب "احکام اسلام" شاہد عادل ہے لہٰذا ہمیں چاہیئے کہ ہم اس کے لفظ لفظ کو حرز جان بنائیں تا غیر مسلم دنیا قرآن اور اسلام کی صحیح تصویر سے واقف ہو اور اس کے حسن و احسان پر دل و جان سے فریفتہ ہو کر محسن انسانیت فخر دو عالم شہنشاہِ دو عالم خاتم الانبیاء محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے قدموں میں جمع ہو جائے خدا کرے کہ وہ دن جلد آئے۔ آمین۔

مسجد میں داخل ہونے اور اس سے باہر نکلنے کی دعا

مسجد میں داخل ہوتے اور نکلتے ہوئے درود شریف پڑھا جائے حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جب تم میں سے کوئی شخص مسجد میں داخل ہو تو وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود اور سلام بھیجے یعنی بِسْمِ اللّٰہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ پڑھا کرے اور یہ بھی دعا کرے اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلِیْ ذُنُوْبِیْ وَافْتَحْ لِیْ اَبْوَابَ رَحْمَتِکَ۔ اور مسجد سے نکلتے ہوئے بھی یہی دعا کرے اور رَحْمَتِکَ کی بجائے فَضْلِکَ کہے۔

(سیکرٹری تربیت اطفال الاحمدیہ مرکزیہ ربوہ)

چوہدری ودھاوے خاں صاحب کی یاد میں

محترم پروفیسر قاضی محمد اسلم صاحب مرحوم کی ایک یادگار تحریر

خاکسار نے اپنے والد چوہدری ودھاوے خاں صاحب کی سوانح عمری عرصہ ہوا لکھنی شروع کی تھی اس دوران میں نے حضرت قاضی محمد اسلم صاحب مرحوم سے درخواست کی کہ آپ بحیثیت ان کے شاگرد اپنے خیالات سے نوازیں تا ان کی سوانح عمری میں شامل کر سکوں۔ چنانچہ انہوں نے ازراہ کرم مجھے اپنے خیالات سے نوازا۔ میں نے ان سے وعدہ کیا تھا کہ ان کے خیالات کو من و عن اس میں شامل کروں گا۔ یہ ان کی ایک امانت ہے۔ جو احباب جماعت کے لئے پیش خدمت ہے (مشتاق احمد شائق سکوئیڈرن لیڈر ریٹائرڈ)

خوش قسمت ہیں وہ لوگ جو اپنے وقت میں کسی اچھے سکول میں پڑھتے رہے ہیں اور اچھے سکول میں انہیں اچھے استادوں سے یا درہ جانے والے استادوں سے سابقہ رہا ہے جن سے انہوں نے بہت کچھ سیکھا۔ اور جن کی یاد بہر حال ان کے دل میں ہمیشہ کھیلتی رہتی ہے اور معمولی سے اشارہ پر گدگدانے لگتی ہے۔

ہمارا سکول ایسا ہی سکول تھا اور ہمارے استاد ایسے ہی استاد تھے۔ خاص کر دو استاد جن کی یاد اس وقت ہی نہیں دوسرے وقتوں میں بھی اکثر تازہ رہتی ہے اور ان کے ذکر سے بھلاتی بلکہ گدگداتی رہتی ہے۔

ہمارا سکول امرتسر کا ایم۔ اے۔ او ہائی سکول تھا۔ اور جو استاد خاص طور پر یاد رہتے ہیں اور جنہیں ہم یاد کرتے رہتے ہیں۔ وہ ایک تو ہمارے ہیڈ ماسٹر مسٹر سٹینلے مرکیڈو تھے اور دوسرے ہمارے ورزش کے ماسٹر چوہدری ودھاوے خاں صاحب ہیں۔ ہمارا سکول انجمن اسلامیہ امرتسر کے زیر نگین تھا۔ لیکن اس کی شہرت امرتسر سے نکل کر دوسرے شہروں بلکہ ضلعوں میں جا پہنچی تھی۔ اور سکول کو کسی وجہ سے ہو ایسا تشخص اور ایسا ثبات حاصل تھا کہ کم سکولوں کو حاصل ہوتا ہو گا اور اگر حاصل ہوتا ہے تو قریباً قریباً ایسے ہی استادوں اور ایسے ہی حالات کی وجہ سے جیسے ہمیں میسر تھا۔

مسٹر مرکیڈو خدا جانے انجمن اسلامیہ امرتسر کو کہاں سے مل گئے۔ اس شخص نے ساری عمر اس سکول میں اور عمر کے آخری کچھ سال اسی سکول کی ترقی یافتہ شکل ایم۔ اے۔ او کالج میں گذارے اور ایسے انہماک اور شوق اور پیشہ ورانہ صلاحیت سے چلایا۔ کہ ان کے زمانہ کی تمام نسلوں کو اپنی قسمت پہ ناز ہونا چاہیئے۔ مسٹر مرکیڈو کا قدرت نے بھی ساتھ دے رکھا تھا کبھی بیمار نہ ہوئے۔ کبھی چھٹی نہ لی۔ کبھی اپنے روز کے ٹائم ٹیبل سے گریز نہ ہونے دیا۔ کبھی ان کا جھگڑا انجمن سے یا اپنے سٹاف سے یا محکمہ تعلیم کے افسروں سے نہ سنا گیا۔ کلاس میں پڑھا رہے ہوتے تو کلاس ہمہ تن گوش ہوتی۔ گھر کے کام کی کاپیاں وہ اپنے گھر لے جاتے۔ تو وقت پر واپس ضرور آتیں اور بڑے اپنی اپنی کاپیوں میں ہیڈ ماسٹر صاحب کے ریمارک اور ان کی کریکشنز پڑھ کر محسوس کرتے کہ سکول میں جو سکھلائی کا عمل ہو رہا ہے۔ اس میں کچھ قدم اور بڑھ گئے ہیں۔

ہمارے ورزش کے ماسٹر چوہدری ودھاوے خاں صاحب تھے۔ کچھ مدت بعد پتہ چلا۔ وہ ہماری جماعت میں شامل ہیں۔ پھر ان کو گھر پر بھی دیکھنا شروع کیا۔ جماعت کے اجتماعوں میں بھی دیکھنا شروع کیا۔ لیکن حرام ہے جو اس تعلق کی وجہ سے انہوں نے جسمانی تربیت کے سلسلہ میں جو محنت یا مشق ہمارے لئے یا اور لڑکوں کے لئے تجویز ہوتی اس میں کبھی رعایت کرتے۔ اس زمانہ میں غلطی پر کچھ نہ کچھ سزا ملتی۔ ماسٹر ودھاوے خان صاحب کے طریق اور حکمت میں جس غلطی یا کوتاہی پر جتنی سزا مقرر ہوتی وہ ضرور ملتی۔ اس میں جماعت یا غیر از جماعت کا فرق مدنظر رکھا جاتا۔ نہ امیر غریب کا۔ نہ اس فرق کو مدنظر رکھا جاتا کہ غلطی کرنے والا انجمن کے کسی مقتدر ممبر کا بیٹا ہے۔ ماسٹر ودھاوے خاں کی بید کی سونٹی جب برسنے پر آتی تو سب پر برابر برستی۔ نتیجہ ڈرل میں اور ڈرل کی گھنٹی میں ایک ڈسپلن چھایا رہتا اس کا اثر ورزش کے اوقات سے باہر بھی رہتا اور سکولوں کے متعلق سنتے کہ وہاں کے ورزش ماسٹر کا کوئی رعب نہیں۔ لڑکے بے تکلفی سے پیش آتے ہیں اور ماسٹر صاحب مذاق کا تختہ مشق بنا رکھا ہے۔ اس زمانے میں ہمارے سکول میں خاص رعب دو استادوں کا تھا۔ اس رعب میں خوف اور محبت اور ادب ملے جلے ہوتے۔ ایک ہیڈ ماسٹر مرکیڈو کا اور ایک ماسٹر ودھاوے خان صاحب کا۔ ہمارے سارے ہی استاد اچھے تھے۔ لیکن ان دونوں کی اچھائی میں ایک خاص امتیاز تھا اور اس امتیاز کی وجہ دونوں کا کردار تھا جس میں ایک خاص قسم کی سنجیدگی اور خاص قسم کی خوبصورتی پائی جاتی تھی اور خوبصورتی کی وجہ یہ تھی کہ دونوں اپنے فرائض منصبی کو باقی فرائض اور باقی دلچسپیوں پر بہت مقدم رکھتے بلکہ ان میں مجموعی طور پر اضافہ کرتے رہتے۔ کردار کے سلسلہ میں یاد آیا کہ ہمارے سکول میں کبھی کبھی ماس ڈرل سی ہوتی۔ یعنی تقریباً سارے سکول کی ڈرل۔ شاید پرائمری سکول کے طلباء کو چھوڑ کر باقی سب طلباء کو اکٹھا کر لیا جاتا اس سے ایک خاص سماں بن جاتا۔ ماسٹر ودھاوے خان صاحب ڈرل کے اشارے بلند آواز سے بولتے جاتے اور لڑکوں کا جم غفیر ان اشاروں پر حرکتیں کرتے جاتے۔ ماسٹر صاحب کی آواز فضاء میں گونجتی اور ڈرل میں اگرچہ غلطیاں بھی رہتیں۔ لیکن فوراً درست کر لی جاتیں۔ مجھے یاد ہے یہ ڈرل کبھی موگلیوں کو ہاتھ میں لئے ہوتی۔ اس سے سارے نظارے میں ایک اور جہت پیدا ہو جاتی۔ اس وقت ماسٹر صاحب بھی نارم میں یعنی خاص شان میں ہوتے۔ لیکن مجال ہے کوئی لڑکا اس نظارے کی سنجیدگی کو کسی طرح کم کر سکتا۔ ماسٹر صاحب کی آواز میں کچھ لکنت بھی تھی۔ جس سے ان کی شان میں کچھ کمی رہ سکتی تھی۔ لیکن پھر بھی رعب قائم رہتا اور یہ رعب انکے کردار کی خوبصورتی کی وجہ سے تھا۔

سکول کے اوقات کے علاوہ پچھلے وقت میں ماسٹر صاحب سکول میں موجود ہوتے اس وقت وہ ان منتخب طلباء کو تربیت دیتے جنہیں سرکل (یعنی کئی ضلعوں کو ملا کر جو حلقہ بنتا ہے) کے مقابلوں میں سکول کی طرف سے بھیجتے۔ کئی دفعہ ہمارا سکول سارے سرکل میں اول آتا اور ٹرافی کا حقدار بنتا اور اس طرح سکولوں میں نام پیدا کرتا۔

سرکل کے مقابلوں میں یاد آیا کہ جب طلباء کے ورزشی مقابلے ختم ہو جاتے تو ان کے استادوں کا مقابلہ ہوتا۔ اس میں ماسٹر ودھاوے خان صاحب کا کام اس قدر امتیازی تھا کہ سرکل سے آئے ہوئے طلباء اور ان کے اساتذہ اور پبلک ملا کر تماشائیوں کا ایک بہت بڑا گروہ بن جاتا جو نہایت توجہ اور انہماک سے اس مقابلے کو دیکھتے ماسٹر صاحبان باری باری اپنا کام دکھاتے۔ یعنی جمناسٹک کے نمونے دکھاتے۔ کچھ نمونے ایسے ہوتے جیسے امتحان میں ایک ہی قسم کے سوال دے دیئے جاتے ہیں۔ اور امیدوار اپنی اپنی لیاقت کے مطابق ان کا جواب دیتے ہیں۔ ماسٹروں کے مقابلے میں جمناسٹک کے کچھ نمونے اختیاری ہوتے۔ مقابلہ کرنے والے کچھ حرکتوں کو خود منتخب کر کے تماشائیوں کو دکھاتے۔ جب مقابلہ کی یہ صورت ہوتی تو اس وقت ماسٹر ودھاوے خاں صاحب کا پارٹ نمایاں طور پر اعلیٰ اور دوسروں سے بالا ہوتا۔ ان کا ایک امتیازی نمونہ ایسا تھا۔ جسے اب بھی سکولوں یا کالجوں میں دیکھنے کا موقع نہیں ملتا۔ اور وہ یہ کہ نہایت خوبصورت رفتار سے (ہاری زنٹل بار پر) کچھ حرکتیں مکمل کرتے کرتے ایک آخری حرکت یہ ہوتی کہ ہاتھوں سے لٹکتے ہوئے سارے جسم کو تختے کی طرح سیدھا کر دیا جاتا۔ لیکن آہستہ آہستہ سب تماشائیوں کی نظر جمی ہوتی۔ اور جب یہ حرکت اپنے اختتام اور کمال کو پہنچتی تو تماشائیوں کی تالیوں سے فضا گونج اٹھتی۔ ایسے امتیازی کاموں سے سکول کا مقام سکولوں میں بہت ہی نمایاں ہوتا رہا۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

آہستہ آہستہ ہمیں معلوم ہوا کہ ہمارے ماسٹر صاحب ورزش کرنے اور ورزش کروانے کا شغل تو رکھتے ہی ہیں اور یہ ان کا پرویشن ہے۔ لیکن ان کا ایک شغل اور شوق اور بھی ہے جسے وہ فارغ وقتوں میں پورا کرتے ہیں اور وہ کتابت ہے ورزش کے کام سے فرصت ہوتی تو کتابت لے بیٹھتے۔ کوئی وقت ضائع نہ کرتے۔ خبر نہیں کیا کیا کتاب ان کے ہاتھ سے لکھی گئی۔ ایک بات اچھی طرح یاد ہے اور وہ یہ کہ گورو بابا نانک رحمۃ اللہ علیہ کے چولے پر جو عبارت قرآنی وغیرہ جس جس مقام پر لکھی ہیں اور جن کا فوٹو لے کر ہمارے لٹریچر میں شائع کر دیا گیا ہے۔ ان عبارات کو چولے کے سائز کے مطابق لکھا۔ خیال تھا کہ اس کتابت سے وہ عبارت کپڑے پر طبع کروا دی جائے گی۔ اس طرح بابا صاحب کے چولے کی نقل میں بہت سے چولے تیار ہو جائیں گے اور لوگ اسے پہن کر تبلیغ کا حق ادا کریں گے۔ معلوم نہیں اس بارہ میں کیا ہوا بہر حال نہایت دلچسپ اقدام تھا۔

اپنے دینی عقائد اور مسلک کو کبھی نہ چھپاتے ایک موقع پر یاد ہے۔ ماس ڈرل ہو رہی تھی فضا پر خاموشی مسلط تھی۔ صرف ماسٹر صاحب کی آواز سنائی دیتی تھی یا وہ آوازیں جو لڑکوں کی منظم حرکتوں سے پیدا ہوتی تھیں۔ پھر

آسمان پر ایسی گرج کی آواز آئی جیسے بہت گہرے بادلوں کی وجہ سے پیدا ہوتی ہے۔ آج تک معلوم نہ ہوا وہ گرج کیا تھی۔ ان دنوں سندھ کی طرف سے آسمان سے برسنے والے قہری نشانوں کا بہت تذکرہ رہتا۔ جب یہ گرج پیدا ہوئی اور اس کی ظاہری وجہ کوئی نظر نہ آئی تو ڈرل دیکھنے والے استادوں نے ماسٹر ودھاوے خان صاحب کو مخاطب کر کے زور سے پوچھا یہ کیا ہوا ہے؟۔ آواز اتنی شدید تھی کہ دیکھنے والوں نے سمجھا اب ڈرل بند ہو جانی چاہیئے۔ ماسٹر صاحب نے جب یہ سنا کہ یہ کیا آواز ہے اور یہ کیا ہو رہا ہے۔ تو ماسٹر صاحب نے جلالی آواز سے فرمایا۔

"قہر خدا ہے جو اپنے آپ کو سنوا رہا ہے۔"

واللہ اعلم یہ کیا آواز تھی اور واقعی کوئی آسمانی نشان تھا یا یونہی ایک قدرتی واقعہ۔ اس سے اتنا پتہ چل گیا کہ ماسٹر صاحب کا شغف اور شوق اور علم آسمانی نشانوں کے متعلق ان کے ہم جلیس استادوں کو معلوم تھا۔ تبھی انہوں نے جرأت سے ایک آواز کو "قہر خدا" کا نام دے دیا۔

افسوس ماسٹر صاحب کی اتنی لمبی اور اتنی بے لوث خدمت کے باوجود ان کو مذہبی تعصب کا شکار بننا پڑا۔ اور اس سے وہ مسئلہ ہمارے سامنے آ جاتا ہے جو مسلمان قوم کا مستقل مسئلہ ہے وہ مسئلہ قومی اتحاد کا مسئلہ ہے۔ یہ مسئلہ بغیر حل کے پڑا ہوا ہے۔ جتنا ضروری اتنا ہی مشکل۔ اگر ذرا سوچا جائے تو ذرا بھی مشکل نہیں۔ لیکن سوچے کون؟ وہی سوچے جسے اتحاد کی اہمیت معلوم ہو اور جو قومی درد رکھتا ہو۔ مذہبی اختلاف ایک طبعی بات ہے۔ یوں تو ہمیشہ موجود رہتا ہے لیکن جب کبھی نیا تغیر ہونے لگتا ہے اس وقت یہ زیادہ کھل کر سامنے آ جاتا ہے اور اسی وقت اس مسئلے کو حل کرنے کی ضرورت ہوتی ہے اور حل نہ کیا جائے تو قوم کے سب اجزاء کو نقصان ہوتا ہے اور حل بھی قدرت نے مہیا کر رکھا ہے اور حل یہ ہے کہ جہاں اختلاف ہوتا ہے وہاں کچھ نہ کچھ اتحاد بھی باقی رہتا ہے اگر قوم عقلمند ہے تو وہ اپنے اجزاء سے کہے گی جن امور میں تمہارا اتحاد باقی ہے انہیں مل کر لکھ لو اور پھر ان امور میں متحد ہو جاؤ۔ اس جزئی اتحاد کا اثر اختلافات پر بھی پڑنا شروع ہو جائے گا۔ اور قوم متحد ہی رہے گی اور اگر اختلافات نیک نیتی پر مبنی ہے تو اس کی برکتوں سے بھی فائدہ اٹھائے گی۔ یہ بھی پتہ لگ جائے گا کہ اتحاد کا دشمن کون ہے؟ وہی جو جزئی اتحاد کو بھی قبول نہیں کرتا۔

۱۹۲۰ء اور اس کے بعد کئی سالوں کا عرصہ جو برصغیر کے مسلمانوں پر گذرا۔ اس عرصہ میں خلافت ترکیہ کے شکست کھانے کی وجہ سے اور پھر اس کے خود ترکوں کے ختم ہو جانے کی وجہ سے مسلمانوں میں سخت جوش پیدا ہو گیا۔ لیکن صاحب فکر و تدبر لیڈر پیدا نہ ہوا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ یہ سارا جوش ایک بے قید پانی کے بہاؤ کی طرح بہہ کر ضائع ہو گیا۔

لیکن اس جوش کے زمانے میں بعض نادان علماء نے اپنا تعصب احمدیوں پر نکالنا شروع کر دیا۔ اور جہاں کہیں کوئی احمدی کسی مسلمان ادارے میں ملازم نظر آیا۔ اس کے خلاف ایجی ٹیشن شروع کر دی اور اسے نکلوا کر چھوڑا۔ محض تعصب اور نادانی اور قومی ضروریات سے بے خبری ماسٹر ودھاوے خان صاحب بھی اسی تعصب کا شکار ہو گئے پھر سکول کو کوئی کام کا ڈرل ماسٹر نہ ملا اور سکول اپنا امتیازی مقام کھو بیٹھا۔ کم و بیش جب بھی مسلمانوں میں مذہبی یا سیاسی جوش پیدا ہوتا ہے تو وہ زور اسی کمزور جماعت پر آ کر ٹوٹتا ہے۔

افسوس یہ بیماری ابھی بغیر اصلاح کے چل رہی ہے۔ قربانی دینے والوں نے (اور ان میں درخشندہ مثال ماسٹر ودھاوے خان صاحب کی ہے) قربانی بھی دی۔ لیکن قوم نے اس سے فائدہ نہ اٹھایا، لیکن وقت آئیگا ان قربانیوں سے ایک نیک احساس پیدا ہوگا اور قوم اس مرکزی مسئلہ کو حل کر کے رہے گی۔

☆ امرتسر کے ایم۔ اے۔ او ہائی سکول سے فارغ کر دیئے جانے کے بعد ماسٹر ودھاوے خان صاحب نے ورزشی ماسٹری چھوڑ دی۔ وقار اسی میں دیکھا۔ دوسرے کام کرتے رہے۔ ان کی نیک یاد ان کے شاگردوں میں اور ان کی نیک اور قابل اور ترقی کرنے والی اولاد میں باقی ہے اور باقی رہے گی۔ انشاء اللہ۔ پھر ان کی یاد ایم۔ اے۔ او ہائی سکول کے ان پرانے طالبعلموں کے سینوں میں اب تک تازہ ہو گی جنہوں نے ماسٹر ودھاوے خان صاحب کا زمانہ دیکھا ہے اور جن کے دل میں ایک اچھے کامیاب سکول کا صحیح تصور موجود ہے۔

عالمگیر غلبۂ اسلام کے لیے عظیم روحانی پروگرام

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ نے صد سالہ احمدیہ جوبلی اور غلبۂ اسلام کے لیے ایک روحانی پروگرام تجویز فرمایا تھا۔ جس کا خلاصہ یہ ہے:۔

۱۔ ہر ماہ ایک نفلی روزہ رکھا جائے۔

۲۔ ہر روز دو رکعت نفل، نماز ظہر یا عشاء کے بعد ادا کئے جائیں۔

۳۔ کم از کم سات بار روزانہ سورۃ فاتحہ غور و تدبر کے ساتھ پڑھی جائے۔

۴۔ ہر روز ۳۳ - ۳۳ بار درج ذیل دعاؤں کا ورد کیا جائے۔

اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ رَبِّیْ مِنْ کُلِّ ذَنْبٍ وَّ اَتُوْبُ اِلَیْہِ۔

سُبْحَانَ اللّٰہِ وَ بِحَمْدِہٖ۔ سُبْحَانَ اللّٰہِ الْعَظِیْمِ

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ اٰلِ مُحَمَّدٍ۔

۵۔ کم از کم گیارہ بار روزانہ یہ دعائیں پڑھی جائیں۔

رَبَّنَا اَفْرِغْ عَلَیْنَا صَبْرًا وَّ ثَبِّتْ اَقْدَامَنَا وَانْصُرْنَا عَلَی الْقَوْمِ الْکٰفِرِیْنَ

اَللّٰھُمَّ اِنَّا نَجْعَلُکَ فِیْ نُحُوْرِھِمْ وَنَعُوْذُبِکَ مِنْ شُرُوْرِھِمْ۔

ان کے علاوہ حضور نے اپنی زبان میں بھی بکثرت دعائیں کرنے کی تاکید فرمائی تاکہ اللہ تعالیٰ ہماری حقیر قربانیوں کو قبول فرمائے۔ اس منصوبے کو ہر لحاظ سے کامیاب کرے اور ہم شاہراہ غلبۂ اسلام پر آگے ہی آگے بڑھتے چلے جائیں۔ آمین۔

(ناظر اصلاح وارشاد ربوہ)

فوری ضرورت

کراچی کے قریب صب چوکی کوٹہ روڈ پر ایک گھی مل تیار ہوتی ہے اس کیلئے مندرجہ ذیل اسامیوں کی ضرورت ہے۔

۱۔ مکینیکل فورمین — ڈپلومہ پولی ٹیکنیک
۲۔ الیکٹریکل فورمین — " " "
۳۔ مکینیکل ڈرافٹسمین — " " "
۴۔ ویلڈر — WELDER
۵۔ فیبریکیٹر — FEBRICATER
۶۔ فٹر — TURNER
۷۔ ٹرنر
۸۔ خلاصی

درخواستیں مع سرٹیفکیٹ و تصدیق امیر جماعت یا مربی علاقہ مندرجہ ذیل پتہ پر مطلوب ہیں

چوہدری لطیف احمد مکینیکل انجینئر کوٹھی نمبر ۵۸۰/A غلام محمد آباد فیصل آباد

اکسیر اپھارہ

شفتل اور برسیم سے ہونیوالا جانوروں کا اپھارہ منٹوں میں غائب۔ قیمت فی پیکٹ ۲/۵۰ درجن ۲۲/۵۰۔ گروس ۲۵۲/ بونس علاوہ

تفصیلات کیلئے کیوریٹو ویٹرنری گائیڈ مفت

کیوریٹو میڈیسن (ڈاکٹر راجہ ہومیو پیتھک چیسٹ ربوہ فون ۶۰۶۱/۶۰۷

کیوریٹو ویٹرنری سنٹر

شادی میڈیکوز گول چنیوٹ بازار فیصل آباد

ماہنامہ انصار اللہ کی توسیع اشاعت میں حصہ لیجئے۔ منیجر ماہنامہ انصار اللہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

وقارِ عمل

مجلس کھنڈیارو ضلع لاڑکانہ کے ۱۰۰ فیصد خدام و اطفال نے ۲۵ مارچ کو دو گھنٹے کام کیا اور اس دوران مہمان خانہ کی صفائی کی اور بیت الخلاء تعمیر کیا۔ النور آباد ضلع لاڑکانہ کے سات خدام اور تین اطفال نے ۲½ گھنٹہ کام کیا اور ایک عام گذرگاہ پر موجود پانی کے ایک گڑھے کو مٹی ڈال کر پُر کیا اور راستہ ہموار کیا۔ لاڑکانہ کے آٹھ خدام اور چھ اطفال اور مجلس انصار اللہ کے ایک ممبر نے ایک گھنٹہ کام کیا اور ایک راستہ سے کوڑا کرکٹ اٹھا کر اس کی صفائی کی اور اسے ہموار کیا۔ جام خاں چانڈیہ ضلع لاڑکانہ کے ۱۱ خدام ۶ اطفال اور دو انصار نے پون گھنٹہ کام کیا اور مسجد کی صفائی اور مرمت کی۔ پھنوار ضلع لاڑکانہ کے سو فیصد خدام اور مجلس انصار اللہ کے ایک ممبر نے نصف گھنٹہ کام کیا اور مسجد اور مہمان خانہ کی صفائی کی۔ گورگیج کے ۱۰ خدام ۴ اطفال اور مجلس انصار اللہ کے ایک ممبر نے مسجد اور ایک عام گذرگاہ کی صفائی کی۔ وارہ ضلع لاڑکانہ کے ۱۰۰ فیصد خدام نے ایک عام گذرگاہ پر پل تعمیر کر کے اسے قابل گذر بنایا۔ نصیر آباد کے چھ خدام ۲ اطفال اور مجلس انصار اللہ کے ایک ممبر نے ۲½ گھنٹہ کام کر کے مسجد کا ملحقہ کمرہ تعمیر کیا اور ماحول کی صفائی کی۔ مسن باڈہ کے ۲۵ خدام اور ۱۲ اطفال نے ایک گھنٹہ کام کر کے مسجد کے ماحول اور گندی نالیوں کی صفائی کی۔ میر پور خاص کے ۱۷ خدام اور ۱۰ اطفال نے تین گھنٹے کام کیا اور احمدیہ قبرستان کے گرد باڑ لگائی اور احاطہ کی صفائی کی۔ محمود آباد ضلع تھرپارکر کے ۱۳ خدام ۳۴ اطفال اور ۴۵ انصار نے وقار عمل کر کے ۳۰ فٹ چوڑی ۱۲۰ فٹ لمبی سڑک پر ۱۳ بیل گاڑیوں کی مدد سے مٹی ڈال کر مسجد کا رستہ ہموار کیا۔ چک ۱۵۱ ضلع تھرپارکر کے ۱۴ اطفال نے ۲½ گھنٹہ کام کیا ایک کنویں کی صفائی کی اور گند اکٹھا کر کے اسے جلایا۔ داجل ضلع راجن پور کے سات خدام اور پانچ اطفال نے ۳ گھنٹے کام کیا اور آبادی کو ملانے والی ایک کچی سڑک پر مٹی ڈال کر اس کو ہموار کیا اور قابل استعمال بنایا۔ (مرسلہ: دفتر مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ)

درخواست ہائے دعا

• سپیشل کوچنگ سنٹر دارالعلوم غربی ربوہ کی طالبات نے میٹرک کا امتحان دیا ہوا ہے اسی طرح میرے بیٹے عزیز اکبر احمد نے ایف ایس سی کا امتحان دیا ہے۔ ان سب کی نمایاں کامیابی کے لئے درخواست دعا ہے۔ (امۃ الشکور ہیڈ مسٹریس سپیشل کوچنگ سنٹر دارالعلوم غربی ربوہ)

• خاکسار کا کاروبار ۷۸ء سے معطل تھا۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے پھر شروع کیا ہے۔ احباب دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ اس میں برکت دے۔ رزق حلال سے نوازے اور دینی اور دنیوی نعماء سے متمتع فرمائے۔ آمین (محمد عظیم احمد سیمنٹ سٹاکسٹ ربوہ)

• میرے چار بچے لاہور میں زیر تعلیم ہیں بچوں کی صحت و تندرستی اور تعلیم میں نمایاں کامیابی کے لئے احباب سے دعا کی درخواست ہے۔ (ڈاکٹر رشید احمد ایم۔بی۔بی۔ایس دارالصدر شمالی ربوہ)

• میرا نواسہ عزیزم اعجاز احمد عمر ۲½ ماہ لانڈھی کالونی کراچی میں شدید بخار کی وجہ سے بیمار ہے۔ نیز میری اہلیہ محترمہ ہائی بلڈ پریشر اور جوڑوں کی درد کی وجہ سے بیمار ہے۔ ہر دو مریضوں کی کامل و عاجل شفایابی کے لئے دوست دعا کریں۔ (مقبول احمد بھٹی باب الابواب ربوہ)

• خاکسار کے چچازاد بھائی برادرم منصور احمد ایک مقدمہ میں ملوث ہیں۔ اپیل دائر کی گئی ہے۔ احباب دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ انہیں باعزت بری فرمائے آمین۔ (بشیر احمد زعیم انصار اللہ چک ۳۴۴ ضلع ملتان)

• خاکسار کی بائیں بازو میں گر جانے کی وجہ سے فریکچر ہو گیا ہے۔ نیز میرے پھوپھی زاد بھائی بعارضہ ٹائیفائیڈ بیمار ہیں۔ احباب ہم دونوں کی کامل شفایابی کے لئے دعا کریں۔ (نذر محمد خان نواب شاہ سندھ)

اعلانِ گمشدگی

ہمارے ایک احمدی بھائی مکرم محمد یوسف صاحب کالڑ کا عزیز شفیق احمد کئی روز سے لاپتہ ہے۔ پوری کوشش کے باوجود ابھی تک وہ نہیں ملا۔ عزیز شفیق احمد کی عمر ۲۲ سال ہے۔ گونگا اور بہرہ ہے دونوں بازوؤں پر گھر کا پتہ تحریر ہے اگر کسی دوست کو ملے تو مندرجہ ذیل پتہ پر پہنچا کر یا اطلاع دے کر عند اللہ ماجور ہوں۔

نیز احباب دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ عزیز کو جلد اپنے ماں باپ سے ملا دے۔ آمین

(ناصر احمد معلم وقف جدید گھنوکے جھنڈا کی نہ کالر والہ ضلع سیالکوٹ)

رپورٹ بھجوائیں

انصار بھائیوں نے اپنے پیارے امام کی خواہش کو پورا کرنے کے لئے نئے دیہات میں کام شروع کر دیا ہے اس کی رپورٹ ہمیں ضرور بھجوائیں۔

(قیادت اصلاح و ارشاد مجلس انصار اللہ مرکزیہ ربوہ)

تحریک جدید اور لجنات اماء اللہ

تحریک جدید دفتر سوم کے وعدے ابھی تک صرف ۹۲ لجنات سے وصول ہوئے ہیں۔ باقی لجنات بھی توجہ کریں اور جلد از جلد اپنے وعدوں کی فہرست بھجوائیں۔

یاد رہے کہ دفتر سوم ۱۹۶۵ء سے شروع ہوتا ہے۔ (سیکرٹری تحریک جدید دفتر سوم لجنہ مرکزیہ)

ناظمین اطفال متوجہ ہوں

مرکزی امتحانات کا نصاب

۱۔ امتحان ستارہ ہلال: ستارہ اطفال (کتاب) میرا نام پوچھو تو میں احمدی ہوں (نظم) حضرت بلالؓ (حصہ اوّل و دوم)

۲۔ امتحان ہلال اطفال:۔ ہلال اطفال (کتاب) میرا نام پوچھو تو میں احمدی ہوں اور سوانح حضرت "مولانا نورالدین رضؓ" اور "سوانح حضرت ابوبکرؓ"

۳۔ امتحان قمر اطفال: قمر اطفال (کتاب) "میرا نام پوچھو تو میں احمدی ہوں" اور "سوانح حضرت مصلح موعود" "سوانح حضرت عمرؓ"

۴۔ امتحان بدر اطفال: بدر اطفال (کتاب) اور کتابچہ دینی معلومات، نظم "میرا نام پوچھو تو میں احمدی ہوں" کتاب بچوں کے لئے "مختصر تاریخ احمدیت" اور "سیرت حضرت اقدس"

(سیکرٹری تعلیم مجلس اطفال الاحمدیہ مرکزیہ)

ناظمین اطفال متوجہ ہوں!

۱۰ مئی تا ۱۷ مئی ۱۹۸۳ء ہفتۂ تربیت منایا جا رہا ہے۔ انشاء اللہ۔ ابھی سے اس کی تیاری شروع کر دیں۔ (سیکرٹری تربیت اطفال الاحمدیہ ربوہ)

گمشدہ گھڑی

خاکسار ۴ مئی کو مغرب کی نماز مسجد محمود میں ادا کرنے کے بعد مجلس انصار اللہ مقامی کے کام کے سلسلہ میں دارالرحمت شرقی۔ وسطی۔ غربی۔ ناصر آباد۔ فیکٹری ایریا دارالصدر غربی و شمالی سے ہوتا ہوا واپس گھر پہنچا۔ راستے میں کہیں کلائی کی گھڑی "سیٹزن" گر گئی ہے اگر کسی دوست کو ملی ہو تو ازراہ مہربانی خاکسار کو پہنچا کر ممنون فرمائیں۔ جزاکم اللہ تعالیٰ۔

(ملک اللہ بخش۔ واقف زندگی کارکن وکالت دیوان۔ تحریک جدید کوارٹر نمبر ۲۵ ربوہ)

مرچ سرخ، تخم برسیم، جوار اور دیگر زرعی اجناس
کی خرید و فروخت کا مرکز
اپ کا
طارق کارپوریشن
اپنا ادارہ
رجسٹرڈ
۲۲۸۔ غلہ منڈی ڈچکوٹ روڈ
فیصل آباد
فیصل آباد فون ۲۴۹۰۵ ربوہ فون ۴۸۵

کُل آمد پر شرح کے مطابق چندہ عام، حصہ آمد، چندہ جلسہ سالانہ ادا فرمائیے ٭ ناظر بیت المال (آمد) ربوہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

وقفِ جدید کا کام واقعی وسیع ہے

اپنے ربّ پر بھروسہ کرتے ہوئے اپنے وعدہ میں ۵۰۰ روپے کا اضافہ کرتا ہوں

وقف جدید سیدنا حضرت المصلح الموعود کی جاری فرمودہ ایک الٰہی تحریک ہے۔ جس کے ذریعہ خدا کے فضل سے تعلیم و تربیت اور تبلیغ کا کام سرانجام دیا جا رہا ہے اور خدائے رحیم اپنی رحمت سے اس تحریک کے نہایت شیریں ثمرات عطا فرما رہا ہے۔ ہزاروں افراد ایسے ہیں جو بتوں کے پجاری تھے مگر آج ان کے لبوں پر خدائے واحد کا ذکر جاری ہے۔ وہ لوگ جو بھجن گاتے تھے آج تلاوت قرآن کریم سے اپنے سینوں کو منور کئے ہوئے ہیں ان کی پیشانیوں پر اثر السجود نظر آتا ہے اور اسلام سے دوری کی بجائے آج وہ اپنی نجات اسلامی احکام کی اطاعت میں سمجھتے ہیں ان کے دلوں میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا عشق موجزن ہے اور اپنے آقا پر درود بھیجنا ان کا معمول ہے۔ ان میں سے بعض اپنی قوم کو نورِ اسلام سے روشن کرنے کیلئے زندگی وقف کر کے اس راہ میں اپنا سب کچھ پیش کر چکے ہیں۔

یہ میٹھے پھل مل رہے ہیں اور یہ خدا کے فضل اور معلمین وقفِ جدید کی کاوشوں اور مخلصینِ جماعت کی مالی قربانیوں کی قبولیت کا نشان ہے۔

مخلصین جماعت کس طرح اس بابرکت تحریک میں قربانیاں کرتے ہیں اس کی ایک مثال ناظم آباد کراچی کے ایک دوست کی ہے وہ لکھتے ہیں:-

"حضور ایدہ اللہ تعالےٰ کے ارشادات کی روشنی میں جو آپ نے تفصیلی تحریک وقف جدید کے چندہ کی اہمیت کے سلسلہ میں کی ہے اس کے پیشِ نظر عاجز کو اپنی حقیر پیشکش اور کم مائیگی کا احساس ہوا ہے واقعی کام وسیع ہے اور ہم بہت کمزور ہیں کچھ بھی بساط ہماری نہیں ہے خاکسار اپنی تمام کمزوریوں اور دشواریوں کے باوجود جو بھی پہلے پیش کر سکا تھا محض خدا کے فضل سے تھا (پہلے یہ دوست ۱۰۰۰/- روپے کے خصوصی وعدہ کی ادائیگی فرما چکے ہیں) اب بھی اس کریم و غفور پر بھروسہ رکھتے ہوئے مزید ۵۰۰ روپے کا اضافی وعدہ برائے وقف جدید ۱۹۸۳ء پیش کرنے کی سعادت حاصل کرتا ہوں وما توفیقی الا باللہ"

احباب کرام سے ایسے تمام مخلصین جماعت کیلئے جو لوجہ اللہ قربانیاں پیش کر رہے ہیں خصوصی درخواست دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کی قربانیاں قبول فرمائے۔ اپنے فضل سے ان کے گھر رحمتوں سے بھر دے اور ان کے اخلاص و ایمان میں برکت عطا کرے۔ آمین۔

(ناظم مال وقف جدید)

ہمبرگ (جرمنی) میں تربیتی کلاس کا انعقاد

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنی کتاب لیکچر لدھیانہ میں فرماتے ہیں:-

"جیسے میرا یہ کام ہے کہ ان حملوں کو روکا جائے جو بیرونی طور پر اسلام پر ہوتے ہیں ویسے ہی مسلمانوں میں اسلام کی حقیقت اور روح پیدا کی جائے"

(لیکچر لدھیانہ صفحہ ۴۶)

جماعت کے سامنے یہ دو بنیادی کام ہیں اور خدا تعالےٰ کے فضل و رحم سے ہمارے مبلغین ان دونوں محاذوں پر کام کر رہے ہیں دوسری غرض کے حصول کے لئے نئی نسل کو اسلام کی حقیقی تعلیم سے بہرہ ور کرنے کی خاطر سنڈے کلاسز نمازوں کے بعد درس و تدریس کا سلسلہ۔ قرآن و حدیث کی تعلیم، ذیلی تنظیموں کے اجتماعات اور تربیتی کلاسز کا انعقاد کیا جاتا ہے۔ اللہ تعالےٰ کا فضل ہے کہ اب غیر ممالک میں یہ سلسلہ مقبول ہو رہا ہے۔ جرمنی نے اپنی دوسری تربیتی کلاس کا انعقاد ۲۵ دسمبر سے ۳۱ دسمبر ۱۹۸۲ء تک مسجد فضل عمر ہمبرگ میں کیا۔

کلاس کے نصاب میں قرآن مجید، حدیث، فقہ، علم کلام، ردِ عیسائیت اور مطالعہ دینی کتب پر مشتمل علمی مضامین شامل تھے۔ مکرم حیدر علی صاحب ظفر امام مسجد ہمبرگ نے افتتاح کیا۔ اور باقاعدہ پڑھائی شروع کروائی۔ امام صاحب کے علاوہ مکرم محمد امین صاحب خالد اور مکرم لمبس خان صاحب نے تدریس کے فرائض سرانجام دیئے۔

کلاس کے آخر میں تحریری اور زبانی امتحان لیا گیا۔ مجموعی طور پر مکرم منصور احمد صاحب ملک اول اور مکرم سلیم احمد صاحب طور دوم قرار پائے۔ حاضر باشی کا انعام رانا قیصر محمود نسیم عارف۔ نثار احمد سندھو نے حاصل کیا جبکہ حسن کارکردگی کا انعام محمود احمد صاحب جنجوعہ نے حاصل کیا۔

بچوں کی کلاس الگ منعقد کی گئی جس میں انہیں قرآن مجید، اردو اور دینی معلومات کے اسباق دیئے گئے۔ تقسیم انعامات کی تقریب، جمعہ کی نماز کے بعد منعقد ہوئی۔ مکرم حیدر علی صاحب امام مسجد فضل عمر ہمبرگ نے پوزیشن حاصل کرنے والوں میں انعامات تقسیم کئے، اور دیگر طلباء کو سند شرکت عطا کی۔ دعا کے بعد یہ تقریب اختتام پذیر ہوئی۔ (مرسلہ وکالت تبشیر ربوہ)

ضرورت سٹاف ہسپتال

فضل عمر ہسپتال ربوہ میں مندرجہ ذیل سٹاف کی ضرورت ہے جو دوست خدمت کا جذبہ رکھتے ہیں وہ اپنی سندات کے ساتھ ہسپتال کے اوقات میں تشریف لا کر ملیں۔ گریڈ اور دیگر مراعات (امداد گندم و موسم سرما) صدر انجمن احمدیہ کی منظور شدہ ہونگی۔

نمبر شمار	نام آسامی	تعداد	گریڈ
۱-	میڈیکل آفیسر (ایم بی بی ایس)	۱	۱۷۵۰-۶۰-۱۱۵۰-۵۰-۹۰۰
۲-	انستھیٹسٹ (")	۱	"
۳-	میل نرس	۱	۹۳۰-۳۰-۸۳۰-۲۸-۵۵۰-۲۴-۴۳۰
۴-	اپریشن روم اسسٹنٹ	۱	۷۵۰-۲۲-۶۴۰-۱۸-۵۱۴-۱۶-۳۷۰
۵-	سٹاف نرس	۳	۹۸۰-۳۰-۸۳۰-۲۸-۵۵۰-۲۴-۴۳۰
۶-	اپرنٹس	۲	۲۰۰/- روپے ماہانہ الاؤنس بالمقطع

(چیف میڈیکل آفیسر فضل عمر ہسپتال، ربوہ)

لاہور میں

جلسہ یوم خلافت

مسجد احمدیہ دارالذکر لاہور میں جلسہ یوم خلافت مورخہ ۲۷ مئی بروز جمعہ بعد از نماز جمعہ منعقد ہوگا۔ جس میں سلسلہ کے جید علماء خطاب فرمائیں گے۔ ملک عبداللطیف شکوہی (سیکرٹری اصلاح وارشاد۔ لاہور)

ایسٹ لنڈن میں جلسہ سیرت مسیح موعودؑ

جماعت احمدیہ ایسٹ لنڈن نے ۱۰ اپریل کو جماعت کے عارضی مرکز لیٹن سٹون ہائی روڈ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی سیرت پر جلسہ منعقد کیا۔

جلسہ کی کارروائی کا آغاز تلاوت کلام پاک سے ہوا جو مکرم کلیم احمد صاحب طاہر نے کی۔ اس کے بعد حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے کلام میں سے نظم سعید احمد صاحب مون نے ترنم سے پڑھی۔ جلسہ کی پہلی تقریر مکرم قریشی عبدالرشید صاحب نے "مسیح امت محمدیہ میں سے ہی آئے گا" کے موضوع پر کی۔ تقریر کے بعد راجہ عبدالمجید صاحب نے مسیح موعود کا منظوم کلام پیش کیا۔ اس کے بعد مکرم راجہ مبارک احمد صاحب نے "صداقت حضرت مسیح موعود" پر تقریر کی۔ جلسہ کی آخری تقریر ملک محمد اشرف صاحب نے کی جو عبدالحق صاحب اعوان نے پڑھ کر سنائی تقریر کا عنوان "مسیح موعود علیہ السلام کے حالات زندگی" تھا

جلسہ کی صدارت کے فرائض محترم مرزا مجید احمد صاحب صدر جماعت نے ادا فرمائے۔ یہ جلسہ دعا پر ختم ہوا۔ (مرسلہ وکالت تبشیر۔ ربوہ)

نماز تراویح کیلئے ضروری اعلان

جن جماعتوں کو رمضان المبارک میں نماز تراویح کیلئے حفاظ کی ضرورت ہے وہ اپنی درخواستیں نظارت اصلاح وارشاد میں بھجوا دیں۔ اسی طرح جو حفاظ رمضان المبارک میں نظارت ہذا کے زیر انتظام نماز تراویح کیلئے جانا چاہتے ہیں وہ اپنے نام اور پتہ جات لکھ کر اپنی درخواستیں بھجوا دیں ایسی تمام درخواستیں ۱۵ مئی تک دفتر ہذا میں پہنچ جانی چاہئیں۔

(ناظر اصلاح وارشاد)